خطباتِ بہاولپور...... علمی اور تحقیقی جائزہ

از: ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامی وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

''خطباتِ بہاولپور'' کے نام سے شائع ہونے والی اس کتاب میں ان علمی اور تاریخی خطبات کو یکجا کیا گیا ہے جو عالم اسلام کے نامور مذہبی اسکالر، معروف محقق اور سیرت نگار، پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اپنی فاضلانہ گفتگو اور خطیبانہ انداز میں، کسی تحریری یادداشت کے بغیر، متعدد اسلامی موضوعات پر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں مسلسل بارہ روز دیے۔ ان خطبات کو دوران خطبہ، یا لیکچر کے دوران ریکارڈ کرلیا گیا اور پھر احاطۂ تحریر میں لاکر کم وبیش من وعن شائع کیا گیا۔

سابق شیخ الجامعہ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور، پروفیسر عبدالقیوم قریشی کی مخلصانہ کوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے جامعہ اسلامیہ میں ان خطبات کی پیشکش کو قبول فرمایا، اس حوالے سے پروفیسر عبدالقیوم قریشی لکھتے ہیں: ''مارچ 1980ء میں اس پروگرام کا خاکہ مرتب ہوا جو ڈاکٹر صاحب نے خود ہی تجویز فرمایا، وہ یوں تھا کہ: 8 مارچ سے 20 مارچ تک، سوائے ایک جمعے کے، جو درمیان میں آیا، ہر روز یونیورسٹی کے غلام محمد گھوٹوی ہال میں عصر اور مغرب کے درمیان اردو زبان میں ایک لیکچر (خطبہ) ہوتا اور نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ قریباً عشاء تک جاری رہتا۔[1]

علمی مجالس میں عموماً خاص اہتمام سے لکھے ہوئے خطبات پیش کیے جاتے ہیں لیکن مذکورہ خطبات قطعی برجستہ و بے ساختہ تھے، حتیٰ کہ فاضل مقرر ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے کبھی کوئی کاغذ کا پُرزہ تک بھی

تحریری اشارے یا حوالے کے طور پر استعمال نہیں کیا۔[۲]

''خطباتِ بہاولپور'' کے نام سے شائع اور مقبول ومتداول ہونے والی اس کتاب کے بارہ خطبات ہیں، جو بالترتیب:

۱۔ تاریخ قرآن مجید

۲۔ تاریخ حدیث

۳۔ تاریخ فقہ

۴۔ تاریخ اصول فقہ واجتہاد

۵۔ قانون بین الممالک

۶۔ دین وعقائد، عبادات، تصوف

۷۔ مملکت اور نظم ونسق

۸۔ نظام دفاع اور غزوات

۹۔ نظام تعلیم اور سرپرستی علوم

۱۰۔ نظام تشریع وعدلیہ

۱۱۔ نظام مالیہ وتقویم

۱۲۔ تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ کے عنوانات پر مشتمل ہیں[۳]۔

آخری چھ خطبے سیرت النبیؐ سے متعلق ہیں۔

یہ درست ہے کہ ان خطبات کا مجموعی مقام ومرتبہ، مصنف کی باقاعدہ تصانیف کے برابر تو نہیں، تاہم عام قارئین کے لیے اس کی افادیت مستقل تصانیف سے کم نہیں، کیوں کہ ان میں حوالہ جات کی بجائے براہِ راست گفتگو کے ذریعے، دین اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے متعلق عام فہم الفاظ میں بنیادی اور ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ان خطبات میں کئی باتیں انکشاف کا درجہ رکھتی ہیں اور بعض مقامات

فکر و تدبر کے نئے دریچے وا کرتے ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے ''خطباتِ مدراس'' کے بعد ''خطباتِ بہاولپور'' ایک عہد آفریں کتاب شمار کی گئی ہے۔[4]

بعد از اشاعت اہل علم اور علمی حلقوں میں ''خطباتِ بہاولپور'' کی جو مقبولیت اور شہرت سامنے آئی، وہ اپنی جگہ ہے، تاہم جب ڈاکٹر صاحب کے ان یادگار اور تاریخی خطبات کا اہتمام کیا گیا تو اس وقت جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ پروفیسر عبدالقیوم قریشی کے بیان کے مطابق ان خطبات کو سننے کے لیے یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء و طالبات کے علاوہ شہر کے علمائے کرام اور اہل ذوق وطلب خواتین و حضرات کی ایک کثیر تعداد تشریف لاتی، جن میں ملک کے دوسرے شہروں سے آنے والے مہمانانِ گرامی بھی شامل ہوتے۔ چناں چہ سامعین کی کثیر تعداد کے پیش نظر یونیورسٹی کے ہال کے باہر بھی نشستوں اور لاؤڈ اسپیکروں کا انتظام کرنا پڑا۔ مارچ کے معتدل اور خوشگوار موسم کی لطافت اور دینی جذبے سے سرشار خواتین وحضرات کے ذوق وشوق نے مجالس خطبات میں ایک علمی جشنِ بہاراں کا سماں پیدا کر دیا جس کی یاد دلوں میں مدتوں باقی رہے گی۔ بہر حال ان مجالس کی رونق اس عالم باعمل کی رہین منت تھی جو ابرِ نیساں بن کر بارہ دن تک علم کے موتی لٹاتا رہا۔[5]

جہاں تک ڈاکٹر صاحب کے موجودہ خطبات کا تعلق ہے، اگر چہ علمی اعتبار سے اس کا مرتبہ آپ کی مستقل تصانیف کے برابر نہیں گردانا جاسکتا، تاہم افادیت کے لحاظ سے اس کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔ فاضل مقرر نے اپنے تحقیقی مطالعے کی بدولت ہر موضوع پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ دین اسلام اور اس کے اجتماعی نظام کا ایک واضح تصور ذہن پر چھا جاتا ہے۔ اس ضمن میں تقابل ادیان کا پہلو بھی نمایاں اہمیت رکھتا ہے، کیوں کہ اس سے دیگر مذاہب و ملل کے تاریخی پس منظر میں اسلام اور اسلامی ثقافت کی عظمت پوری آب وتاب سے جلوہ گر ہو جاتی ہے۔[6]

مولانا ضیاء الدین اصلاحی ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ پر اپنے مقالے ''فاضلِ گرامی ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ'' (مطبوعہ ''معارف''، اعظم گڑھ مارچ ۲۰۰۳ء) میں ڈاکٹر حمید اللہؒ کے ان علمی اور تاریخی خطبات کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی دعوت پر بارہ (۱۲) خطبے دیے تھے۔ زیرِ نظر کتاب ان ہی کا مجموعہ اور یونیورسٹی کے مجلّہ مفکر کا خاص نمبر ہے۔ شروع کے چار خطبوں میں اسلام کے بنیادی مآخذ یعنی قرآن و حدیث اور فقہ و اجتہاد کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

پہلے خطبے میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کے سلسلے میں گزشتہ آسمانی کتابوں کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ سابقہ صحف و کتب سماوی میں بعض تو سرے سے موجود ہی نہیں اور جدید تحقیقات سے جن کتابوں کے کچھ اوراق و مندرجات دریافت ہوئے ہیں، ان کے صحیفۂ ربّانی ہونے کا کوئی یقینی ثبوت نہیں۔ اس بحث کے آخر میں عہد نامۂ قدیم و جدید کا تذکرہ ہے۔ اس میں توریت کی متعدد بارگمشدگی کا ذکر کیا ہے، جو اس کا ثبوت ہے کہ وہ بعینہٖ کلام الٰہی نہیں ہے۔ اسی طرح مروجہ چاروں انجیلوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمری ہیں، پھر قرآن مجید جس محفوظ صورت میں مسلمانوں تک پہنچا ہے، اس کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی کے ایسے واقعات تحریر کیے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ شروع ہی سے قرآن مجید کی نقل و کتابت اور جمع و تدوین کا کام انجام پاتا رہا ہے۔ نیز آپؐ نے اپنی وفات کے وقت اسے مرتب و مدوّن حالت میں چھوڑا تھا، اس کے بعد عہد صدیقی و عہد فاروقی کی جمع و تدوین کی صحیح نوعیت بتائی گئی ہے۔

دوسرے خطبے میں حدیث کی دینی اہمیت واضح کرنے کے بعد عہد نبویؐ کے تحریری سرمائے کا مفصل جائزہ لے کر دکھایا گیا ہے کہ اس عہد میں تحریر و کتابت کا رواج بھی تھا اور احادیث کے علاوہ آپؐ کے مراسلے وغیرہ بھی قلمبند کیے گئے تھے۔ پھر صحابۂ کرامؓ اور ان کے بعد کے زمانہ میں آپؐ کے اقوال و افعال جس مستند طریقے پر مرتب کیے گئے، اس کے بارے میں بیان ہے کہ اس کی مثال دوسری قوموں کے انبیاء کے حالات میں تو درکنار ان کی مذہبی و آسمانی کتابوں کی ترتیب میں بھی نہیں ملتی۔

تیسرے خطبے میں فقہ اسلامی کی تاریخ بیان ہوئی ہے۔ اس ضمن میں اس کی تشکیل، نشو و نما، امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں اس کی باقاعدہ تدوین اور اس کے اہم مآخذ و مصادر پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور اس زمانہ کے رائج ''رومن لاء'' پر اس کی برتری بھی دکھائی گئی ہے۔

چوتھا خطبہ اصول فقہ و اجتہاد کی تاریخ پر مشتمل ہے۔اس میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ اسلامی قانون کی تدوین کس طرح عمل میں آئی اور نئے مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں کس طرح حل کیا جاتا تھا، نیز دورِ حاضر کے اجتہادی مسائل میں اجماع کی صورت کیا ہے۔

پانچواں خطبہ بڑا اہم ہے، یہ قانون بین الممالک پر ہے، اس میں دو مملکتوں کے باہمی تعلقات کے اصول وقوانین پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں اس کا آغاز کس طرح ہوا۔ ''سیر'' کی اصطلاح اور اس موضوع پر مسلمان علماء وفقہاء کی مختلف تصنیفات اور ان کے مندرجات پر بحث کر کے ڈاکٹر حمید اللہؒ انٹرنیشنل لاء کے سلسلہ میں ان کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پورے وثوق سے فرماتے ہیں کہ اس علم کو وجود بخشنے والے مسلمان ہیں، وہ قدیم یونانی اور رومی اور موجودہ یورپی دور میں انٹرنیشنل لاء کے رواج کی پرزور تردید کرتے ہیں۔

چھٹا خطبہ دین پر ہے۔اس میں حدیث جبرائیل علیہ السلام کی روشنی میں عقائد وایمانیات، اسلامی عبادات اور احسان وتصوف کی حقیقت واہمیت بہت دلنشین انداز میں واضح کی گئی ہے۔آخر کے دو خطبوں میں سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ گفتگو کی گئی ہے۔اس سلسلہ کے پہلے خطبے میں آنحضرت ﷺ کی مملکت کے نظم ونسق کا ذکر ہے۔اس میں آپؐ سے قبل عرب کے عام نظم ونسق، دفاع، مالیہ، عدلیہ اور تعلیم وتربیت وغیرہ مختلف شعبوں کا ذکر ہے۔اس کے بعد دفاع وغزوات پر ایک مستقل خطبہ ہے۔

نویں خطبے میں دورِ نبویؐ کے نظامِ تعلیم اور آپؐ کے علوم کی سرپرستی فرمانے کا تذکرہ ہے۔ایک خطبے میں عہد نبویؐ کے تشریعی نظام اور عدلیہ پر مفید گفتگو کی گئی ہے۔ایک اور خطبے میں مالی نظام اور تقویم پر بحث کی گئی ہے۔آخری خطبے میں رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ اسلام کے طریقے اور غیر مسلموں کے ساتھ آپؐ کی رواداری اور شریفانہ برتاؤ کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔خطبوں کے بعد ڈاکٹر صاحب سے سوالات کیے جاتے تھے اور وہ ان کے جواب دیتے تھے۔ ہر خطبہ کے آخر میں یہ سوال وجواب درج ہیں، جو دلچسپ اور معلومات سے پُر ہیں۔اسلامی علوم کی تاریخ، قانون بین الممالک اور عہد نبویؐ کے نظام دفاع وتعلیم وغیرہ پر ڈاکٹر صاحب کی مستقل کتابیں پہلے چھپ چکی ہیں اور وہ ان موضوعات پر برابر غور وفکر فرماتے رہے۔

اس لیے یہ خطبے ان کے برسوں کے مطالعے کا نچوڑ ہیں۔(اصلاحی، ضیاء الدین/ مقالہ: فاضل گرامی ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ، ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، انڈیا، مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۱۵۸۔۱۶۰، نیز دیکھئے محمد یوسف فاروقی، ڈاکٹر/ خطباتِ بہاولپور کا انداز واسلوب، مطبوعہ مجلّہ معارف اسلامی، اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۳ء، جون ۲۰۰۴، ص ۳۶۸۔۳۸۰)

فاضل مقرر ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے ہر خطبے میں ایسی بہت سی باتیں ملتی ہیں جو بیشتر لوگوں کے لیے انکشافات کی حیثیت رکھتی ہیں اور جا بجا ایسے نکات موجود ہیں جن سے غور وفکر کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ مثلاً پہلے خطبے میں آپ نے مستند حوالوں کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید کو صحیح صورت میں جمع کرنے کا کام آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مکمل ہو چکا تھا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے اسے انتہائی احتیاط واہتمام سے ایک کتاب کی صورت میں مدون کیا۔ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جمع کیا تھا، جس کے باعث وہ جامع القرآن کہلائے، تو اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کو ایک نسخۂ قرآن پر جمع اور متفق کیا۔ قرآنی تعلیمات پر اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تبلیغ آیات سے نہ صرف مختلف ادیان اور فلسفوں پر روشنی پڑتی ہے بلکہ انسان کی توجہ بہت سے ایسے علوم کی طرف بھی مبذول ہو جاتی ہے جو جدید تحقیق کے موضوع بنے ہوئے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ جب غیر مسلم فلسفی اور سائنس دان قرآن مجید کا دقتِ نظر سے مطالعہ کرتے ہیں تو اس کی حقانیت پر ایمان لے آتے ہیں۔ اسی طرح تاریخ حدیث کے ضمن میں آپ نے محکم دلائل سے یہ واضح کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے افعال واقوال کے متعلق جو احادیث جمع کی گئی ہیں، وہ بھی اس قدر مستند ہیں کہ کسی اور مذہبی پیشوا کے احوال کا تو ذکر ہی کیا، کسی اور مذہبی کتاب یا صحیفۂ آسمانی کو بھی استناد کا یہ مقام حاصل نہیں۔ آپ کی تحقیق سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں احادیث جمع کرنے کا کام شروع ہو چکا تھا۔ لہٰذا مستشرقین کی یہ رائے غلط اور گمراہ کن ہے کہ تدوین حدیث کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے تین سو سال بعد شروع ہوا۔

تاریخ اصول فقہ میں اجتہاد پر ڈاکٹر صاحب کا خطبہ بہت اہم ہے، جس میں تفصیل سے یہ بتایا گیا

ہے کہ اسلامی قانون کی تدوین کس طرح عمل میں آئی اور نئے مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے کے لیے کن اصولوں سے کام لیا جاتا رہا۔ اس ضمن میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اجتہادی مسائل میں اجماع کی صورت پیدا کرنے کے لیے آپ کی یہ تجویز قابل غور ہے کہ کسی اسلامی ملک میں فقہاء کا ایک مرکزی ادارہ قائم کیا جائے، جس کی شاخیں ہر ملک میں موجود ہوں اور اس طرح مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کے بعد ایک متفق علیہ حل پیش کیا جائے۔ قانون بین الممالک پر ڈاکٹر صاحب کے خطبے سے غیر اقوام کے مقابلے میں مسلمانوں کے قانون اور کردار کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے یہ واضح کیا ہے کہ اگرچہ رومن لاء سے دنیا کے بہت سے قوانین متاثر ہوئے، لیکن اسلام کے خدائی قانون پر نہ اس کا کوئی اثر ہوا، نہ ہوسکتا تھا، کیوں کہ یہ قانون، رومن لاء یا کسی بھی انسانی قانون کے مقابلے میں زیادہ جامع اور فطری ہے۔ قانون بین الممالک کی طرح اسلامی مملکت اور اس کا نظم ونسق، نظام دفاع اور غزوات النبیؐ، نظام تعلیم اور علوم کی سرپرستی، تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ، غرض سیرۃ النبیؐ کے یہ تمام پہلو، ڈاکٹر صاحب کے مطالعہ وتحقیق کے خاص موضوعات ہیں اور ان تمام موضوعات پر آپ کے فاضلانہ خطبات ہمارے لیے معلومات افزا اور بصیرت افروز ہیں۔ے

مذکورہ خطبات میں روایتی فن خطابت کی لفاظی کا کہیں شائبہ تک نہیں، کیوں کہ جذباتی لب ولہجہ یا مبالغہ آرائی ڈاکٹر صاحب جیسے سنجیدہ عالم اور کہنہ مشق محقق کے شایاں نہیں، آپ نے واقعات وحقائق کو نہایت محتاط الفاظ اور سلجھے ہوئے انداز میں بیان کیا ہے۔ سوال وجواب کے سلسلے میں بھی افہام وتفہیم کا وہی دل نشین، شگفتہ اور سلجھا ہوا اسلوب ملتا ہے۔ عموماً آپ جواب دیتے وقت طالب علمانہ انکسار سے یوں فرماتے: ''جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے، اس کی روشنی میں یہ عرض کروں گا'' ''یا'' اس بارے میں میری ناقص رائے یہ ہے۔'' کسی اختلافی مسئلے پر سوال پوچھا جاتا تو اپنی بات منوانے کے بجائے فرماتے: ''یہ میری ذاتی رائے ہے، ضروری نہیں کہ صحیح ہو، آپ اس سے اختلاف کرسکتے ہیں۔'' ایک جید عالم کا یہ منکسرانہ انداز بیان اور شگفتہ اسلوب سامعین کے لیے روشن مثال ہے۔ چنانچہ ''خطباتِ بہاول پور'' میں ہر لیکچر کے اختتام پر نفس مضمون سے متعلق سوالات وجوابات کو بھی شامل کر دیا گیا ہے جن سے متعدد نکات

کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔8

پروفیسر عبدالقیوم قریشی رقم طراز ہیں:

''مغرب کی دانش گاہوں اور تحقیقی اداروں میں نامور علماء وفضلاء کے توسیعی لیکچروں کی روایت بہت عام ہے، کیوں کہ وہاں ایسے ماہرین اور محققین کی کوئی کمی نہیں، جن کے خطبات تحقیقی مطالعے اور ذاتی مشاہدے پر مبنی ہوں۔ موجودہ صدی میں برصغیر پاک و ہند کی یونیورسٹیوں میں بھی توسیعی اور یادگاری خطبات کی روایات شروع تو ہوئی ہے، لیکن علمی تخصص اور تحقیق کے میدان میں ہم ابھی بہت پیچھے ہیں۔ اس لیے ہمارے یہاں مقبول عام علمی خطبات کی روشن مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ جن خطبات کو علمی حلقوں میں اولاً شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی، ان کا تعلق بھی تعلیمی اداروں سے نہیں بلکہ ایک غیر معروف رفاہی انجمن ''ساؤتھ انڈین مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی، مدراس'' سے تھا۔ تقریباً نصف صدی قبل اس انجمن کے زیر اہتمام علامہ سید سلیمان ندویؒ نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر اور علامہ اقبالؒ نے تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ سے متعلق اپنے گراں قدر خطبات پیش کیے تھے۔

خطبات کا یہ سلسلہ ''خطبات مدارس'' کے نام سے مشہور ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ علمی و تحقیقی معیار کو برقرار رکھنے کے لیے صفِ اول کے علماء و محققین میسر نہ آسکے، یا ممکن ہے کوئی اور مجبوری ہو، چناں چہ یہ سلسلہ بہت جلد ختم ہوگیا۔ ''خطبات مدارس'' کی یاد تازہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے خطبات کو ''خطباتِ بہاولپور'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اسلامی علوم کے محقق اور مبلغ کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کو جو بلند مقام حاصل رہا ہے، تحقیقی کام کرنے والے حضرات اس سے بخوبی واقف ہیں۔ بلحاظ موضوع ومواد اور بہ اعتبار افادۂ عام، ان خطبات کو جو شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی، اس کے پیش نظر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ خطبات فکرِ اسلامی کو موثر طور پر منظر عام پر لاتے ہیں۔9

ڈاکٹر شیخ حیدر اپنے مقالے ''ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ، کچھ یادیں'' میں ڈاکٹر صاحب کے خطیبانہ اسلوب، ''خطباتِ بہاولپور'' کی خصوصیات اور ہمہ گیر اثرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر صاحب کے خطبات میں نہ غرائبِ لفظی ہوتی اور نہ شوکتِ الفاظ، نہ علم کی نمائش ہوتی اور نہ حوالوں کی کثرت، وہ اس قدر سادہ اور دل نشین انداز میں لیکچر دیتے کہ طالب علم کی ناواقفیت کا ہر گوشہ سیر ہو جاتا اور اس کی زندگی میں نئی جہتیں اور نئی راہیں نکل آتیں، ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ طالب علم میں سچی لگن اور علم کا سچا شوق پیدا کرتا، وہ نہ کسی طالب علم کو ٹوکتے اور نہ عیب نمائی کرتے، ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نمایاں کیے بغیر اپنے دوسرے لیکچر میں جو سابقہ لیکچر کا تتمہ ہوتا، اسی طرح ظاہر کرتے کہ ہر طالب علم اپنی کوتاہی، کمزوری اور ناواقفیت کا خود ہی جواب پالیتا اور ڈاکٹر صاحب کی اس شغف آمیز رہبری سے بے حد متاثر ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب کے لیکچر انتہائی مربوط ہوتے، جو بات تقدیم کے طور پر کہی جاتی، اس کا ارتقاء اسی طور سے ہوتا کہ ہر قدم پر علم کے نئے دریچے کھلتے جاتے، ان کا بیانیہ شعوری ہوتا، نثر سادہ، جملے مختصر، آپ لفظی پیچیدگیوں، اصطلاحات کے انبار سے گریز کرتے، حسب ضرورت انگریزی اصطلاح کے ساتھ اردو متبادل اصطلاح بیان کرتے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی توضیح، انتہائی دل نشین انداز میں کرتے۔[۱۰]

حقیقت یہ ہے کہ ''خطباتِ بہاولپور'' ڈاکٹر صاحب کا زبردست علمی کارنامہ ہے، ان لیکچروں نے اسلام کے تحقیقاتی علوم میں ایک نئی جہت، ایک نئی سمت کی رہنمائی کی ہے، یہ توسیعی لیکچر اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ ہر جملہ انتہائی حزم واحتیاط اور پوری دیانت داری سے ادا کرتے، بات کو ناپ تول کر بیان کرتے، اپنی کم علمی اور ناواقفیت کے اظہار میں شرم ساری نہیں محسوس کرتے بلکہ بڑی وسعتِ قلبی اور خندہ پیشانی سے اپنی ناواقفیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے یہ توسیعی لیکچرز آنے والے محققین کے لیے نشان راہ ثابت ہوں گے، ان لیکچروں نے تاریخ اسلام کی بے حساب گم شدہ کڑیوں کو جوڑا ہے، مسلمانوں کے علمی ورثے کا کھوج لگایا ہے، سامعین اور قارئین کے دلوں میں اسلام کی محبت، عظمت اور کھوئے ہوئے وقار کو صحیح مقام پر فائز کیا ہے۔ یہ کارنامہ ان تمام علمی کارناموں میں انتہائی وقیع اور دوررس نتائج کا حامل ہے۔

ہر خطبہ اپنے موضوع پر علمی سرمایہ ہے، ان لیکچروں کے موضوعات گو کہ بار بار دہرائے ہوئے

ہیں، لیکن جب آپ ڈاکٹر صاحب کے ان لیکچروں کو پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ تاریخ اسلام کے کتنے ہی گوشے ایسے ہیں جن سے قارئین ناواقف تھے اور کتنے ہی ایسے موضوعات ہیں جو انتہائی مغالطہ دہ اور مغربی علوم کے زیر اثر گمراہ کن ہو گئے تھے، آپ نے انہیں صحیح تناظر میں پیش فرما کر اسلام کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ ان خطبات کے ذریعے تاریخ اسلام کے ایسے گم شدہ واقعات کو منظر عام پر لائے ہیں، جس سے متشکک ذہنوں میں یقین اور گم کردہ راہوں کو نشان منزل مل گئے ہیں، اب وہ اپنے ماضی سے شرمسار نہیں، بلکہ اپنے ماضی کے ورثے پر مفتخر، حق کے جُویا اور صداقت کے متلاشی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ کارنامہ، اسلام سے جذباتی عقیدت کو ہی نہیں ابھارتا بلکہ اس میں یقین پیدا کرتا اور سطحی جذباتیت کی جگہ، شعوری احساس کو بیدار کرتا ہے۔ یہ خطبات ماضی سے شرمساروں کو یقین کی بلندیوں کی طرف گامزن کرتے ہیں۔[11]

بعض اہم علمی نکات اور تاریخی معلومات

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اپنی کتب سیرت کی طرح ''خطباتِ بہاولپور'' میں خطبات کی صورت میں جو فی البدیہہ ارشادات فرمائے، ان میں بعض اہم علمی نکات اور تاریخی معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔ بعض اتنی مفید معلومات ملتی ہیں جو ان خطبات کی اہمیت اور قدر و منزلت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ذیل میں ان موضوعات کے عنوانات کے ذکر پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

قابل ذکر علمی نکات اور تاریخی معلومات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

☆ تعلیمات کا انسپکٹر جنرل[12] ☆ توسیع مملکتِ اسلامی کی رفتار[13] ☆ جراحی عہد نبویؐ میں[14] ☆ حجۃ الوداع میں مسلمانوں کی تعداد[15] ☆ حروفِ تہجی کی تعداد اور ان کی عددی قیمت[16] ☆ رسول اللہؐ کی گزر اوقات مدینے میں[17] ☆ اسلامی مملکت کا رقبہ[18] ☆ رہائشی مدرسہ صفہ[19] ☆ زخمیوں کی مرہم پٹی[20] ☆ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا رمز[21] ☆ عورت کی وراثت اور شہادت کا مسئلہ[22] ☆ عبداللہ بن ابی کی

منافقت کا سبب ۲۳؎ ☆ عہد نبویؐ میں مسلمانوں کی تعداد ۲۴؎ ☆ غلامی کی تاریخ میں اسلام کی کارگزاری ۲۵؎ ☆ غیر جانبداری صلح حدیبیہ میں ۲۶؎ ☆ غیر مسلموں کی خود مختاری ۲۷؎ ☆ غیر مسلموں کو داخلی خود مختاری عطا کرنا ۲۸؎ ☆ غزوۂ بدر اور اسلامی قانون بین الممالک ۲۹؎ ☆ فتوحات عہد نبویؐ کی رفتار ۳۰؎ ☆ قانون بین الممالک۔ مسلمانوں کی ایجاد ۳۱؎ ☆ مخلوط تعلیم اور اسلام ۳۲؎ ☆ رسول اللہؐ کے وسائلِ معیشت ۳۳؎ ☆ مذہبی رواداری اور آزادی عہد اسلام کے مدینے میں ۳۴؎ ☆ مردم شماری عہدِ نبویؐ میں ۳۵؎ ☆ مقتولین کی تعداد عہدِ نبویؐ کی جنگوں میں ۳۶؎ ☆ قبل از اسلام خواندہ افراد کی تعداد ۳۷؎ ☆ موسمیات کا لحاظ غزواتِ نبویؐ میں ۳۸؎۔

مندرجہ بالا عنوانات کے تحت ڈاکٹر حمید اللہؒ مرحوم نے سیرتِ طیبہ کے حوالے سے بعض انتہائی اہم موضوعات پر بحث کرتے ہوئے گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔ یہ خطبات ڈاکٹر حمید اللہؒ کی مطالعاتی زندگی کا حاصل اور نچوڑ کی حیثیت رکھتے ہیں، انہوں نے ان خطبات میں جو معلومات فراہم کی ہیں، وہ ان کے گہرے مطالعے، وسعت نظر اور تحقیق کے آئینہ دار ہیں۔ مندرجہ بالا عنوانات اور موضوعات میں سے بعض کا ذکر اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرنا، خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

''عہد نبویؐ میں مملکت اور نظم ونسق'' کے زیرِ عنوان عہد رسالت میں مملکت اسلامی یا بالفاظ دیگر پہلی اسلامی ریاست مدینہ کی توسیع واشاعت کے متعلق ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کہتے ہیں:

''ریاستِ مدینہ، ابتداء میں ایک شہری مملکت تو تھی، لیکن کامل شہر میں نہیں تھی، بلکہ شہر کے ایک حصے میں قائم کی گئی تھی، لیکن اس کی توسیع بڑی تیزی سے ہوتی ہے۔ اس توسیع کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ صرف دس سال بعد جب رسول اللہؐ کا وصال ہوا، اس وقت مدینہ ایک شہری مملکت نہیں، بلکہ ایک وسیع مملکت کا دارالسلطنت تھا، اس وسیع سلطنت کا رقبہ تاریخی شواہد کی رو سے تین ملین یعنی تیس لاکھ مربع کلومیٹر پر مشتمل تھا، دوسرے الفاظ میں دس سال تک اوسطاً روزانہ کوئی آٹھ سو پینتالیس مربع کلومیٹر علاقے کا ملک کے رقبے میں اضافہ ہوتا رہا۔ سلطنت کی یہ توسیع کچھ تو پرامن ذرائع سے ہوئی اور کچھ جنگوں کے نتیجے میں۔''

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ مزید بیان کرتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کے غزوات و سرایا سے متعلق دیگر تفصیلات کے علاوہ مقتولین اور شہداء کے اعداد و شمار بھی ہمارے سامنے ہیں، تین ملین کلومیٹر رقبہ فتح کرنے کے لیے دشمن کے جتنے لوگ مرے ہیں، ان کی تعداد مہینے میں دو بھی نہیں تھی، دس سال میں ایک سو بیس مہینے ہوتے ہیں، تو ایک سو بیس کے دو گنے دو سو چالیس افراد بھی ان لڑائیوں میں نہیں مرے، دشمن کے مقتولین کی تعداد اس سے کم تھی، مسلمانوں کے شہداء کی تعداد دشمن کے مقتولوں سے بھی کم تھی۔ بہر حال بحیثیت مجموعی میدانِ جنگ میں قتل ہونے والے دشمنوں کی تعداد مہینے میں دو سے بھی کم ہے جس میں ہمیں نظر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح اسوۂ حسنہ بن کر دنیا بھر کے حکمرانوں اور فاتحوں کو بتاتے ہیں کہ دشمن کا مقابلہ اور ان کو شکست دینے کی کوشش ضرور کرو، لیکن بے جا خون نہ بہاؤ۔[۳۹]

مدینے میں مذہبی آزادی اور رواداری کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کہتے ہیں:

ریاستِ مدینہ کے قیام سے ایک مملکت معرض وجود میں آتی ہے، جو علمی اور تاریخی نقطۂ نظر سے ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے، وہ یوں کہ ایک مملکت میں حکمراں اور رعایا کے جو حقوق و فرائض ہوں گے، ان کو تحریری طور سے مرتب کیا گیا......اس تاریخی دستاویز کی خاص اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے، جو ایک نبی اُمّیؐ کے ہاتھوں وجود میں آیا۔[۴۰]

ڈاکٹر حمید اللہؒ مزید کہتے ہیں:

''اس طرح یہ اعلان کیا گیا کہ یہ ایک مستقل اور خود مختار مملکت ہوگی اور یہ بھی صراحت ہے کہ غیر مسلموں کو ان کے دین کی پوری آزادی ہوگی، چناں چہ ایک دفعہ کے الفاظ یہ ہیں کہ:''للمسلمین دینھُم وللیھود دینھُم''، یعنی مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کا دین اور یہودیوں کے لیے ان کا دین ہے، یعنی پوری آبادی کے لیے دینی، عدالتی اور قانونی آزادی کا اطمینان دلایا گیا تھا۔[۴۱]

''خطباتِ بہاولپور'' میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ رسول اکرم ﷺ کی دفاعی اور جنگی حکمت عملی اور اس حوالے سے آپؐ کی بصیرت و فراست حتیٰ کہ دوران جنگ موسم تک کا لحاظ رکھنے کے حوالے سے کہتے ہیں:

''جنگ کے دوران سپہ سالار کو مختلف صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے، چناں چہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کسی مقام پر حملہ کرتے اور علی الصبح طلوع آفتاب کے وقت جنگ کا آغاز ہوتا تو اس کا ہمیشہ لحاظ رکھتے کہ آفتاب آنکھوں کے سامنے نہ ہو، دشمن تمازتِ آفتاب سے متاثر ہو اور آفتاب پیچھے ہو، تاکہ جنگ کے وقت آفتاب کی روشنی سے چُندھیا کر دشمن سے مقابلہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے، ایک دوسری چیز یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو موسمیات (METEOROLOGY) سے بھی دلچسپی تھی، ہواؤں کے رخ کا خاص لحاظ رکھتے کہ دشمن سے جنگ ہو تو ایسے مقام پر کہ ہوا پیچھے سے چل رہی ہو، نہ کہ ہمارے سامنے سے آئے اور نہ وہ ہماری رفتار میں رکاوٹ پیدا کرے۔[۴۲]

اس طرح یہ کہنے میں کوئی تأمل و تردد نہیں ہے کہ ''خطبات بہاولپور'' ڈاکٹر حمید اللہؒ کے فی البدیہہ ان لیکچرز پر مشتمل ہے، جو قاری کو انتہائی اہم اور بعض بنیادی معلومات سے آراستہ کرتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کے تمام خطبات ان کے وسعتِ مطالعہ، تحقیق، متعدد علمی نکات اور تاریخی معلومات پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ سیرتِ طیبہ پر ایک گراں قدر مأخذ اور دستاویز کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہؒ نے ہر خطبے میں ایسے اہم علمی اور تاریخی نکات پیش کیے ہیں، جو اہلِ علم اور محققین کے لیے غور و فکر کے نئے دریچے کھولتے ہیں۔ ان خطبات میں بعض ایسی معلومات ملتی ہیں جو عام کتبِ سیرت میں نہیں ملتیں۔ بلاشبہ عصرِ حاضر میں یہ ایک قابلِ ذکر اہمیت اور منفرد مقام کی حامل کتاب اور سیرت النبیؐ کا ایک اہم ماخذ ہے۔

ڈاکٹر انور محمود خالد اپنے تحقیقی مقالے ''اردو نثر میں سیرتِ رسولؐ'' میں لکھتے ہیں:

''یہ درست ہے کہ ان خطبات کا مجموعی مقام و مرتبہ، مصنف کی باقاعدہ تصانیف کے برابر تو نہیں، لیکن عام قارئین کے لیے اس کی افادیت مستقل تصانیف سے کم نہیں، کیوں کہ ان میں حوالہ جات کی بجائے براہ راست گفتگو کے ذریعے دین اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق عام فہم لفظوں میں ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ان خطبات میں کئی باتیں انکشاف کا درجہ رکھتی ہیں اور بعض مقامات فکر و تدبر کے نئے دریچے وا کرتے ہیں۔ ہر خطبے کے بعد سامعین نے جو سوالات کیے اور فاضل مقرر

نے جو جوابات دیے، وہ بھی شامل کتاب ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے ''خطباتِ مدراس'' کے بعد ''خطباتِ بہاولپور'' ایک عہد آفریں کتاب ہے۔[۴۳]

''خطباتِ بہاولپور'' کی شہرت و مقبولیت کے سبب تا حال اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے یہ علمی لیکچرز ''خطباتِ بہاولپور'' پہلی مرتبہ پندرہویں صدی ہجری کے آغاز پر اپریل ۱۹۸۱ء میں اشاعت پزیر ہوئے۔ اسے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے علمی مجلّے ''مفکر'' کی اشاعت خصوصی کے طور پر شائع کیا گیا۔ یہ اشاعت سادہ کاغذ اور ٹائپ پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں ''خطبات بہاولپور'' کا جدید ایڈیشن ڈاکٹر حمید اللہؒ کی ضروری تصحیح و ترمیم کے بعد ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے زیر اہتمام ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ اس اشاعت کی خصوصیت یہ تھی کہ مولف ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے ہر خطبے کو پیراگراف کی شکل میں تقسیم کر کے ترتیب وار نمبر دے دیے تھے۔ خطبات کے آخر میں اشاریہ کا بھی اضافہ کر دیا گیا تھا۔ کہیں کہیں توضیحی حواشی اور نقشہ جات کا بھی اہتمام کیا گیا۔ بعد ازاں ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد سے ۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۲ء تک ان خطبات کے تقریباً آٹھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۷ء میں ایک ایڈیشن دہلی سے بھی شائع ہو چکا ہے، ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد) سے اس کا انگریزی ترجمہ از ڈاکٹر افضل اقبال بھی شائع ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں ''خطبات بہاولپور'' ہی کے چند خطبے ''اسلامی ریاست۔ ''عہد رسالتؐ کے طرزِ عمل سے استشہاد'' کے زیرِ عنوان الفیصل ناشران، لاہور ۱۹۹۲ء اور طیب پبلشرز لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔

''خطبات بہاولپور'' میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے بعض تفردات، محلِّ نظر اور تحقیق طلب اُمور

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے یہ توسیعی خطبات چوں کہ قطعی طور پر برجستہ و بے ساختہ تھے، اس حوالے سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان خطبات کی تصحیح اور نظر ثانی کے باوجود ڈاکٹر صاحب کے بعض ایسے تفردات ہیں جو محلِ نظر اور ان کی ذاتی رائے کا درجہ رکھتے ہیں، ان سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے اور تحقیق و تنقید

کے زاویے پر ان پر بحث بھی کی جاسکتی ہے، ''خطباتِ بہاولپور'' کی مندرجہ ذیل اور بعض دیگر مباحث ایسی ہیں جن سے اہلِ علم اور علمانے ڈاکٹر صاحب کی فکر سے اختلاف بھی کیا اور تحقیق وتنقید کے معیار پر انہیں پرکھا بھی۔

☆......امِ ورقہؓ کی امامت......(پیراگراف نمبر۳۵۔۳۶)

☆......فوٹوگرافی اور اسلام، نیز مصوری......(پیراگراف نمبر۴۳۰)

☆......گانا بجانا، موسیقی......(پیراگراف نمبر۲۲۲)

☆......آلاتِ موسیقی......(پیراگراف نمبر۲۷۳۔۲۷۴)

☆......منیٰ میں خیمۂ نبویؐ میں موسیقی......(پیراگراف نمبر۲۲۱)

☆......نرس اسلامی فوج میں......(پیراگراف نمبر۲۴۲)

☆......ولی عہدی کا جواز اسلام میں......(پیراگراف نمبر۱۰۹)

☆......ولیمے میں موسیقی......(پیراگراف نمبر۲۲۱)

☆......نصاریٰ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے......(پیراگراف نمبر۳۲۴۔۳۲۹)

بعض علمی نکات

☆......قانونِ اسلامی کی اکیڈمی......(پیراگراف نمبر۲۹۶۔۲۹۸)

☆......تعلیمات کا انسپکٹر جنرل......(پیراگراف نمبر۲۱۷)

☆......توسیع مملکتِ اسلامی کی رفتار......(پیراگراف نمبر۲۱۱)

☆......جراحی عہدِ نبویؐ میں......(پیراگراف نمبر۲۶۳)

☆......حجۃ الوداع میں مسلمانوں کی تعداد......(پیراگراف نمبر۳، ۴۶۔۳۶۵)

☆......غیر مسلموں کو داخلی خودمختاری عطا کرنا......(پیراگراف نمبر۲۵۸)

☆رسول اللہؐ کی گزراوقات مدینے میں......(پیراگراف نمبر۳۲۱،۳۲۲،۳۳۳)

☆......رقبہ اسلامی مملکت کا......(پیراگراف نمبر۲۱۱)

☆......رہائشی مدرسہ صفہ......(پیراگراف نمبر۲۱۷،۲۵۳۔۲۵۵،۲۵۶،۲۵۷)

☆......زخمیوں کی مرہم پٹی......(پیراگراف نمبر۳۳۴)

☆......وراثت، شہادتِ عورت......(پیراگراف نمبر۹۸)

☆......صفا و مروہ کے درمیان سعی کا رمز......(پیراگراف نمبر۱۸۶)

☆......عبداللہ بن اُبی کی منافقت کا سبب......(پیراگراف نمبر۲۳۳)

☆......حروف تہجی کی تعداد اور ان کی قدر و قیمت......(پیراگراف نمبر۲۲،۲۵۲)

☆......عہد نبویؐ میں مسلمانوں کی تعداد......(پیراگراف نمبر۳۶۵۔۳۶۹)

☆......غلامی کی تاریخ میں اسلام کی کارگزاری......(پیراگراف نمبر۹۹۔۱۰۰)

☆......غیر جانبداری صلح حدیبیہ میں......(پیراگراف نمبر۲۳۷)

☆......غیر مسلموں کی خودمختاری......(پیراگراف نمبر۲۱۸۔۲۵۸۔۲۹۹)

☆......غزوۂ بدر اور اسلامی قانون بین الممالک......(پیراگراف نمبر۱۴۔۲۳۰)

☆......فتوحات عہد نبویؐ کی رفتار......(پیراگراف نمبر۲۱۱)

☆......قانون بین الممالک مسلمانوں کی ایجاد ہے......(پیراگراف نمبر۱۳۹)

☆......مخلوط تعلیم اور اسلام......(پیراگراف نمبر۲۷۳)

☆......رسول اللہؐ کے وسائل معیشت......(پیراگراف نمبر۳۲۱)

☆......مذہبی آزادی اور رواداری عہد اسلام کے مدینے میں......(پیراگراف نمبر۲۰۹)

☆......مردم شماری عہد نبویؐ میں......(پیراگراف نمبر۴۶)

☆......مقتولین کی تعداد عہد نبویؐ کی جملہ جنگوں میں......(پیراگراف نمبر۲۱۱)

☆......قبل از اسلام خواندہ افراد کی تعداد......(پیراگراف نمبر۲۵۱)

☆......موسمیات کا لحاظ غزوات نبویؐ میں......(پیراگراف نمبر۲۴۳)

☆......نابالغ لڑکیاں عہد نبویؐ میں فوجی رضا کار......(پیراگراف نمبر۲۴۲)

حضرت اُمّ ورقہ کی امامت (۴۴) فوٹو گرافی اور اسلام، نیز مصوری ۴۵ گانا بجانا، موسیقی ۴۶ آلاتِ موسیقی ۴۷ منیٰ میں موسیقی ۴۸ ڈارون کا نظریۂ ارتقاء ۴۹ یہ ایسی مباحث ہیں جن سے ڈاکٹر صاحب کی ذاتی رائے سے اختلاف بھی کیا گیا، انہیں موضوع بحث بھی بنایا گیا اوران پر تنقید بھی کی گئی۔ مولانا محمد عبداللہ نے اس حوالے سے ''خطبات بہاولپور کا علمی جائزہ'' نامی کتاب میں ان موضوعات کا علمی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے بعض مذکورہ عنوانات پر مدلل بحث کرتے ہوئے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ ان سے اختلاف کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں دینی نقطۂ نظر کو پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ ۵۰ جب کہ ڈاکٹر قاری محمد طاہر نے اپنے تحقیقی مقالے ''ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے چند تفردات'' میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے بعض تفردات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا علمی جائزہ اور تفردات کے اسباب بیان کیے ہیں۔ ۵۱

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد حمیداللہ، ڈاکٹر/خطباتِ بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ۱۹۹۴ء (اشاعت چہارم) تعارف طبع اول، ازعبدالقیوم قریشی، پروفیسر، صفحہ۱۲

۲۔ ایضاً صفحہ۲۱

۳۔ ایضاً صفحہ۵، ۶

۴۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر/اردو نثر میں سیرت رسولؐ، صفحہ۱۵۷، ۲۵۷

۵۔ محمد حمیداللہؒ، ڈاکٹر/خطباتِ بہاولپور (تعارف) صفحہ۱۶

۶۔ حوالہ بالا صفحہ۱۹

۷۔ ایضاً صفحہ۲۰

۸۔ ایضاً صفحہ۲۱

۹۔ ایضاً صفحہ۲۲

۱۰۔ مجلّہ عثمانیہ، سہ ماہی، کراچی، صفحہ۳۵

۱۱۔ ایضاً صفحہ۳۵، ۳۶

۱۲۔ محمد حمیداللہؒ/ خطباتِ بہاولپور، صفحہ۲۴۷، ۲۴۸

۱۳۔ ایضاً ۲۳۸، ۲۳۹

۱۴۔ ایضاً ۳۱۲، ۳۱۳

۱۵۔ صفحہ۵۰، ۴۱۳، ۴۱۴

۱۶۔ ایضاً صفحہ۲۹، ۳۰، ۲۹۹، ۳۰۰

۱۷۔ ایضاً صفحہ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۸۲

۱۸۔ ایضاً صفحہ۲۳۸، ۲۳۹

۱۹۔ ایضاً خطبات بہاولپور صفحہ۲۴۷، ۲۴۸، ۳۰۱، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵

۲۰۔ صفحہ ۲۶۸

۲۱۔ ایضاً صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱

۲۲۔ صفحہ ۱۰۴۔۱۰۶

۲۳۔ صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸

۲۴۔ ایضاً صفحہ ۴۱۴، ۴۱۷

۲۵۔ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷

۲۶۔ ایضاً ۲۸۰، ۲۸۲

۲۷۔ ایضاً صفحہ ۲۴۹، ۳۰۷، ۳۴۷

۲۸۔ ایضاً صفحہ ۳۰۷، ۳۴۷

۲۹۔ صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴، ۲۵۸، ۲۵۹

۳۰۔ ایضاً صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹

۳۱۔ ایضاً صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲

۳۲۔ ایضاً صفحہ ۳۱۹

۳۳۔ ایضاً خطباتِ بہاولپور صفحہ ۳۶۱۔۳۶۴

۳۴۔ ایضاً صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷

۳۵۔ ایضاً صفحہ ۵۲

۳۶۔ ایضاً صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹

۳۷۔ ایضاً صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹

۳۸۔ ایضاً صفحہ ۲۹۱

۳۹۔ محمد حمید اللہ/ خطبات بہاولپور صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹

۴۰۔ ایضاً صفحہ ۲۳۶

۴۱۔ حوالہ سابقہ

۴۲۔ محمد حمید اللہ/ خطباتِ بہاولپور صفحہ ۲۹۱

۴۳۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر/ اردو نثر میں سیرتِ رسولؐ، صفحہ ۵۲۷

۴۴۔ محمد حمید اللہ/ خطباتِ بہاولپور صفحہ ۳۵، ۳۶

۴۵۔ ایضاً صفحہ ۳۸۶

۴۶۔ ایضاً صفحہ ۲۵۲، ۲۵۴

۴۷۔ ایضاً صفحہ ۴۱۹

۴۸۔ ایضاً صفحہ ۲۵۲، ۳۵۳

۴۹۔ ایضاً صفحہ ۲۱۶۔ ۲۱۸

۵۰۔ دیکھیے: محمد عبداللہ، مولانا/ خطباتِ بہاولپور کا علمی جائزہ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، ۲۰۰۲ء

۵۱۔ محمد طاہر، قاری، ڈاکٹر/ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے چند تفردات، مطبوعہ فکر و نظر (اشاعتِ خصوصی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ) سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد، اپریل۔ ستمبر ۲۰۰۳ء، ص ۲۷۱